ڈاکٹر محمد ریاض سنٹرل گورنمنٹ کالج اسلام آباد

# اسلامی نظامِ فتوّت[1] کے بارے میں

## خلیفہ الناصر لدین اللہ عباسی کی کوششوں کا ایک تحقیقی مطالعہ

ابو العباس الناصر لدین اللہ، عباسی سلسلے کے چونتیسویں (۳۴) خلیفہ تھے۔ دیگر تمام خلفائے عباسی کے مقابلے میں آپ زیادہ مدّت یعنی ۴۷ سال تک (۵۷۵-۶۲۲ھ، ۱۱۸۰-۱۲۲۵ء) مسندِ خلافت پر متمکن رہے۔ انھوں نے "نظامِ فتوّت" کے احیا اور اسے بڑے وسیع پیمانے پر رواج دینے کی خاطر بڑی کوششیں کی ہیں اور اسی لیے اس نظام کے بیان کرنے میں خلیفہ مذکور کی خدمات و مساعی کا ذکر ضروری ہے۔ خلیفہ الناصر کے زمانے میں نظامِ فتوت پر عمل پیرا لوگوں کا خاص اثر و نفوذ تھا، مگر ان کے کاموں میں ہم آہنگی مفقود تھی۔ الناصر نے کوشش کی کہ اس نظام کو دار الخلافہ بغداد اور دیگر اسلامی ممالک میں اس طرح رواج دے کہ خلیفہ کا معنوی اثر بڑھ سکے۔ اس کا یہ بھی خیال تھا کہ فتیان کی سرگرمیوں کے نتیجے میں وہ مسلمانوں کی قوت میں اضافہ کرلے گا اور اس طرح انتشار اور بدامنی کا خاتمہ کر سکے گا۔ مستشرق ایڈورڈ سلنگر[2] نے اپنے مقالہ "کیا فتوّت مشرقی انداز کی شاہسواری (شوالیہ گری) تھی؟" میں اس بارے میں مفصّل بحث کی اور خلیفہ الناصر کے عصری ماحول کی طرف اشارے کیے ہیں۔ ہم بھی یہاں اس عہد کے بڑے بڑے واقعات کا تجزیہ پیش کرتے ہیں اور ایک تمہید کے بعد معاصر عربی تاریخوں سے

---

[1] "اسلامی نظامِ فتوّت" کے لیے ملاحظہ ہو ماہنامہ فکر و نظر، اسلام آباد اپریل و مئی ۱۹۷۰ء اور مارچ ۱۹۷۱ء پاکستان کوارٹرلی، انگریزی دسمبر ۱۹۷۰ء میں راقم الحروف کے مقالے۔

[2] EDWORD SALINGER: 'WAS JNTUWWAT AN EASTERN FORM OF CHIVALRY'? ———, THE PROCEEDINGS OF THE AMERICAN PHILOSOPHICAL SOCIETY. NEW YORK 1950 P4 81—493.

استناد کرتے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری کے اوائل میں چنگیز خاں کے حملوں نے ایران اور اس کے گرد و نواح مسلمانوں کی قوتوں کو پراگندہ کر دیا تھا۔ ویسے بھی اسلامی ممالک میں طوائف الملوکی کا دَور دورہ تھا اور اکثر سلاطین و حکام ایک دوسرے کے خلاف صف آرا تھے۔ سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین، خلافت عباسیہ کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ خوارزم شاہیوں میں سے سلطان تکش (۵۶۸ - ۵۹۶ھ) اور اس کے دونوں جانشینوں، علاء الدین محمد (۵۹۶ - ۶۱۷ھ) اور جلال الدین منکبرنی (۶۱۷ - ۶۲۸ھ) نے خود خلیفہ الناصر پر حملہ کرنے کی متعدد بار دھمکیاں دی تھیں۔ اس زمانے میں دارالخلافہ میں رلیشہ دوانیوں کا دَور دَورہ تھا اور ایک مدت سے عباسی خلفا کی شخصیت اس قدر بے اثر ہو کر رہ گئی تھی کہ لوگ محض خلافت کو ایک مذہبی علامت جان کر اس کا احترام کرتے تھے اور بس۔ مختلف غیر مسلم قوتیں مسلمان حکام کے اختلافات اور ان کے ضعف سے فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ وسطی ایشیا کے قراختائی ترک قبیلے اپنے ایک سرغنے براق حاجب (م ۶۳۲ھ) کی سرکردگی میں اپنی رہزنانہ سرگرمیوں میں مصروف تھے اور پڑوسی علاقوں کے مسلمانوں کا انھوں نے جینا دوبھر کر دیا تھا۔ ان سفاکوں نے ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ برصغیر میں مسلمان غیر مسلموں سے برسرپیکار تھے۔ سلطان معزّالدین محمد غوری (م ۶۰۲ھ) نے ایک بار ہندوؤں سے شکست کھائی۔ پانچ سال کی جد و جہد کے بعد وہ اس کی تلافی کر سکا۔ مصر، شام اور نواحی علاقوں کے مسلمان غازی صلاح الدین ایوبی (م ۵۸۹ھ) اور امیر المؤید باللہ ابو المظفر اسامہ بن منقذ (م ۵۸۴ھ) کی سرکردگی میں صلیبی جنگوں میں دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ غرض خلیفہ کا عصری ماحول آلام و مصائب کا مرقع تھا۔

## خلیفہ الناصر کی متنوّع شخصیت!

خلیفہ الناصر کی دلچسپ اور متنوع شخصیت کے بارے میں محمد ہندوشاہ نخجوانی نے اپنی فارسی تالیف "تجارب السلف"[۲] مولفہ ۷۲۴ھ میں خاصا مواد فراہم کیا ہے۔ خلیفہ الناصر ایک جامع الاطراف، با استعداد اور مختلف اذواق کا حامل شخص تھا۔ وہ فصیح و بلیغ مقرر، دلآویز نثر لکھنے والا، شاعر، مصنف اور بالغ نظر منتظم تھا۔

---

[۱] ماہنامہ شرق شمارہ ۶، سال ۱۳۱۰ ش، تہران۔ اور ماہنامہ وحید مہر و آبان ماہ ۱۳۴۷ ش، تہران۔

[۲] تجارب السلف کا عربی ترجمہ بھی بغداد سے شائع ہو چکا ہے۔ مترجم اجمل ناجی القیسی ہیں۔

وہ خود اکثر درسِ حدیث دیتا اور فقہا سے تبادلۂ خیال کیا کرتا تھا۔ روح العارفین، خلیفہ کی فقہی تالیف ہے جسے اہلِ سنت والجماعت کے چاروں مکتبِ فکر یکساں دلچسپی سے پڑھتے رہے ہیں۔ عمّالِ سلطنت کے انتخاب کے سلسلے میں خلیفہ الناصر بڑے غور وفکر سے فیصلہ کرتا تھا۔ "تو ابون" کے نام سے خلفائے عباسی نے جو جاسوسی نظام قائم کیا تھا، خلیفہ الناصر نے اسے غیر معمولی وسعت دے رکھی تھی۔ مختلف حکام اور سلاطین خلیفہ کے جاسوسی نظام، اس کی عام حکمتِ عملی اور استعداد سے بے حد مرعوب تھے۔ سرکاری جاسوسوں کے گشت اور خود خلیفہ کے اچانک دوروں کی وجہ سے عمّالِ سلطنت جہاں کہیں بھی ہوں، خلیفہ سے اپنا براہِ راست سامنا ایک معمول سمجھتے تھے۔ خلیفہ الناصر کے دور میں امنِ عامہ کی صورتِ حال بہت اطمینان بخش تھی۔ اس نے ایک زبردست مکاتباتی نظام قائم کیا اور اسلامی ممالک سے قریب ترین ربط رکھنے کی کوشش کی۔

## نظامِ فتوت سے دلچسپی

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا، خلیفہ الناصر کو خاص مقاصد کے تحت اس نظام سے بے حد دلچسپی تھی۔ مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس نے اس ضمن میں اپنی مساعی تیز کر دیں۔ علویوں سے بڑی دوستی تھی اور جیسا کہ مؤرخین لکھتے ہیں نظامِ فتوت کے سلسلے میں بھی ایک علوی جلال الدین عبداللہ (م ۶۲۴ھ/۱۲۴۸ء) خلیفہ کا دستِ راست تھا۔ خلیفہ نے ۵۷۸ھ میں شیخ مالک بن عبدالجبار الحنبلی (م ۵۸۲ھ/۱۱۸۷ء) کے ہاتھ سے "لباس الفتوۃ" پہنا اور اعلان کیا کہ وہ 'فتیان' کے زمرہ میں شامل ہو چکا ہے، اور یہ کہ اب نظامِ فتوت کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوگی۔ اس اعلان کے نتیجے میں دارالخلافہ بغداد اور مختلف سلاطین وامرا کے درباروں میں فتیان کی بڑی آؤ بھگت ہونے لگی۔ اب اس نظام کو 'نظامِ فتوتِ ناصری' کا نام دیا گیا اور فتوت کے گزشتہ سلسلے منسوخ قرار دے کر اسی ایک نظام میں ضم کر دیے گئے۔ خلیفہ الناصر نے مختلف سلاطین و حکام کو 'لباس الفتوۃ' ارسال کیے تاکہ خاص آداب و رسوم کے ساتھ ان لباسوں کو پہنیں اور دوسروں کو پہنائیں۔ 'فتوتِ ناصری' کی جدتیں خاص قسم کے نامہ بر کبوتروں (طیور المناسیب) اور خلیفہ الناصر کے نام پر نشانہ بازی (البندق) اور مختلف کی ورزشیں تھیں۔ طیور المناسیب کی نئی نسل کی ترویج کی خاطر خلیفہ الناصر نے پرانے کبوتروں کو آزاد کرا دیا۔ نئے کبوتروں کی پرورش کا سرکاری انتظام تھا، جس کے مہتمم قاضی القضاۃ عماد الدین ابی طالب علی بن علی ہبۃ اللہ شافعی بخاری تھے۔ قاضی القضاۃ ۵۹۰ھ میں اس عجیب خدمت پر مامور کیے گئے اور انھوں نے ہزاروں کبوتروں

کی پرورش کرکے نامہ بری کی خاطر تیار کیا۔ اسی نمونے پر دوسرے مسلمان حکام بھی کبوتر پال رہے تھے۔ خلیفہ کا ارسال کیا ہوا لباس الفتوۃ، متعدد سلاطین و امرا نے پہنا اور ان میں سلطان معز الدین محمد غوری، اتابک سعد بن زنگی شیرازی (۵۹۹ - ۶۲۳ھ) سلطان عزیز اللہ بن کیکاؤس سلجوقی (۶۰۷ - ۶۱۶ھ) سلطان علاء الدین کیقباد سلجوقی (۶۱۶ - ۶۳۴ھ) اور والیِ حماۃ، ملک منصور ایوبی کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں[1]۔

نظام فتوت کے عملی پہلو یعنی ایک دوسرے سے تعاون کرنے اور بے نواؤں کی حاجت برآری کے سلسلے میں خلیفہ الناصر نے بڑے اچھے اقدام کیے۔ بغداد میں ایک بہت بڑا دار الضیافت بنوایا گیا جہاں ہزاروں مسافروں، روزہ داروں، عازمین حج اور عام محتاج لوگوں کی تواضع مفت کی جاتی تھی[2] بعض محتاجوں کی خاطر مستقل وظیفے مقرر کیے گئے لیکن ان سب اخراجات کے باوجود خلیفہ نے ہنگامی ضروریات کی خاطر بیت المال میں کافی مال و متاع جمع کر رکھا تھا۔ صلیبی جنگوں میں لڑنے کے لیے خلیفہ الناصر نے جو دستے بھیجے تھے، ان میں بیشتر افرادِ "فتیان" اور "فتوتِ ناصری" کے آداب و رسوم پر عامل تھے۔ بہر طور خلیفہ کی شہرت و ناموری کا بڑا سبب اس کی نظام فتوت سے وابستگی تھی۔ اب تک ہم نے جو اشارے کیے ہیں، اُسے اب معاصرانہ تالیفات کے اقتباسات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابن الساعی بغدادی، جو خلیفہ المستنصر باللہ کا خازن رہا (م - ۶۷۴ھ/۱۲۷۵ء)، الجامع المختصر[3] میں لکھتا ہے کہ ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء) میں خلیفہ الناصر نے قدیم طرز کی فتوت کے خاتمے کا اعلان کیا۔ اور جدید نظام فتوتِ ناصری کی ترویج کی خاطر متعدد مسلمان بادشاہوں اور حکام کو لباس الفتوۃ بھجوائے۔

---

[1] کتاب الفتوۃ لابن المعمار - طبع بغداد مقدمہ، سرچشمہ تصوف در ایران (عنوان: فتوت) ماہنامہ وحید (تہران) آبان ماہ ۱۳۴۷ش

[2] ماہنامہ شرق، شمارہ ۶، سال ۱۳۱۰ش، ضمیمہ ماہنامہ وحید آبان ماہ ۱۳۴۷ش اور میرا مقالہ در
THE JOURNAL OF THE PAKISTAN HISTORICAL SOCIETY, KARACHI, JULY, 1970

[3] طبع بغداد، جلد ۹ صفحہ ۲۲۱۔

علامہ ابن اثیر (م ۶۳۰ھ/۱۲۳۴ء) نے ایک خاص دلچسپ واقعہ لکھا ہے کہ ابن السغت نامی ایک شخص کے سوا بغداد شہر کے تمام باشندوں نے "فتوت ناصری" اپنانے کی دعوت قبول کر لی۔ ابن السغت اپنے اس انکار کی بنا پر خلیفہ سے ڈرتا تھا اور عراق سے بھاگ کر شام چلا گیا۔ خلیفہ نے وہاں بھی اس کے پاس ایک آدمی بھیجا اور اصرار کیا کہ جیسے بھی ہو، وہ خلیفہ کے نام پر تیر کمان چلائے۔ (رمی البندق) مگر ابن السقت اپنی ضد پر قایم رہا۔ کسی نے اس کو ملامت کی کہ ایسی ضد سے تجھے کیا ملے گا؟ ابن السغت بولا: میرے لیے یہ ایک بڑا افتخار ہے کہ لوگ خلیفہ کے نام پر رمی البندق کریں۔ اور میں نمایاں طور پر اس سے مجتنب رہوں[1]۔ ابن اثیر کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابن السغت غالباً کوئی معروف شخص تھا اگرچہ اب اس کے حالات وسوانح دستیاب نہیں ہیں۔ بہرحال اس واقعہ کی روشنی میں فتوتِ ناصری کی ہمہ گیری اور خلیفہ کی اس نظام سے عدیم النظیر دلچسپی واضح ہے۔

مورخ ابو الفداء نے ۶۰۷ھ/۱۲۱۰ء کے واقعات میں لکھا ہے: "اس سال خلیفہ الناصر کے ایلچی دور دور تک سلاطین کے پاس بھیجے گئے تاکہ لوگوں کو "کاس الفتوۃ" (نظام فتوت میں شرکت کی خاطر نمکین پانی پینا) میں سے پلائیں۔ اور خلیفہ کے نام پر انھیں سراویل الفتوۃ (لباس الفتوۃ) پہنائیں۔ وہ اس کی سعی کریں گے کہ لوگ خلیفہ کی خاطر رمی البندق کریں اور اسے نظامِ فتوت میں اپنا قائد مان لیں"[2]۔ ایک دوسرے مورخ ابن الغرات نے اسی ضمن میں لکھا ہے: خلیفہ الناصر کو اس امر سے بڑی دلچسپی ہے کہ لوگ اس کی رائج کردہ رمی البندق کو کبوتر پروری، بعض ورزشوں اور لباس الفتوۃ پہنے کو اپنا شعار بنائیں اور اب تک اسلامی ممالک کے اکثر سلاطین ان آداب کو اپنا چکے ہیں۔ اس طرح اب سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے خلیفہ کے عطا کردہ لباس الفتوۃ کو پہنا، نیز رمی البندق اور طیور المناسیب سے واسطہ رکھا، باقی لوگوں کی فتوت منسوخ اور کالعدم قرار دے دی گئی ہے بیشتر مسلمان حکام وامراء نے ناصری لباس الفتوۃ پہنا اور خلیفہ کے نام پر رمی البندق کی ہے۔ ملک منصور ایوبی کے زمانے میں اس خلیفہ کا ایک قاصد حماۃ گیا اور وہاں کے حاکم سے کہا کہ وہ اور دیگر اعیان واکابر

---

[1] الکامل فی التاریخ جلد ۱۲ قاہرہ، صفحہ ۲۲۱۔

[2] تاریخ ابو الفداء استنبول صفحہ ۱۲۲۔

ناصری لباس الفتوۃ پہنیں۔ مذکورہ حاکم نے خلیفہ کے امر کی اطاعت کی۔ ملک منصور ایوبی نے شیخ سالم بن نصراللہ بن واصل شافعی حموی کو حکم دیا کہ ایک ایسا خطبہ ترتیب دیا جائے جس میں فتوت کا ذکر آ جائے۔ شیخ نے ایسا ہی کیا۔ خطبے میں "اذاوی الفتیۃ الی الکہف"[1] اور "سمعنا فتیً یذکرہم"[2]، نیز چند دیگر آیات[3] کو شامل کیا گیا۔ قاضی حماۃ، قاضی برہان الدین ابا الیسر بن موہوب نے ملک منصور ایوبی اور دیگر اعیان و اکابر کی موجودگی میں خطبہ پڑھا۔ ملک منصور نے قاضی القضاۃ کو وہیں حکم دیا کہ ناصری لباس پہنے، اور قاضی القضاۃ کی پیروی میں دیگر ارکانِ سلطنت اور امرا نے بھی وہ لباس زیب تن کر لیا۔ اس لباس اور مذکورہ خطبہ کا وہاں پر برسوں رواج رہا ہے۔

## معاصر کتب الفتوۃ

خلیفہ الناصر نے نظامِ فتوت میں جو دلچسپی لی، اس کی کسی قدر تفصیل تین چار کتب الفتوۃ میں مندرج ہے: ایک کتاب "تحفۃ الوصایا" ہے جسے مشہور مؤلف الخرتبرتی (م ۶۱۲ھ/۱۲۱۶ء) نے خلیفہ الناصر کے صوفی مشرب فرزند ابوالمحاسن علی کے نام پر لکھا ہے۔ الخرتبرتی لکھتا ہے: "خلیفہ الناصر نے نظامِ فتوت کو تقویت بخشی، اس نے فتیان کے کاموں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ نئے بیوت اور احزاب تشکیل کیے اور پرانے نظام کو منسوخ قرار دے دیا ہے۔ اس کے بعد مؤلف نظام فتوت کی طریقت (صوفیانہ تعبیر) سے بحث کرتا ہے۔ دوسری کتاب مشہور صوفی اور عالم، صاحب عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد سہروردی (م ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء) کی تصنیف ہے۔ جس کا نام "کتاب الفتوۃ" ہے۔ اس کتاب کے ایک مخطوطے کا راقم الحروف نے تہران یونیورسٹی کے دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی کے کتب خانے[4] میں مطالعہ کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین خلیفہ الناصر کے نظام فتوت سے دلچسپی رکھتے تھے اور ان کی کتاب میں اس نظام کے اخلاقی پہلو کا ذکر نمایاں طور پر ملتا ہے۔ تیسری کتاب "کتاب الفتوۃ" مؤلفہ شیخ ابوالمکارم ابن المعمار الحنبلی بغدادی (م ۶۴۲ھ) ہے۔ یہ بڑی مبسوط کتاب

---

[1] کہف آیہ ۱۰

[2] (الانبیاء: ۶۰)

[3] مراد ان آیاتِ مبارکہ سے ہے: النساء ۲۵، یوسف: ۳۰، ۳۶، ۶۲، کہف ۱۳ اور ۶۳

[4] شمارہ ۲۱ مجموعہ اہدائی استاد ڈاکٹر علی اصغر حکمت۔

ہے اوراس میں نظامِ فتوت کو شرعی رنگ میں پیش کیا گیا ہے ۔ اس کتاب کے مطالب کو دیگر مصنفین بھی اپنے رنگ میں بیان کرتے رہے ہیں ۔ شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشانی (م ۷۳۰ھ) نے تحفۃ الاخوان فی خصائل الاخیان[1] کے نام سے عربی میں ایک کتاب لکھی اور شیخ علی بن یحییٰ کی فرمائش پر دہی اسے قواعد الفتوۃ[2] کے نام سے فارسی میں منتقل کیا ہے ۔

اسی زمانہ میں علامہ شمس الدین محمد بن محمود آملی (م ۷۵۳ھ) نے نفائس الفنون فی عرائس العیون لکھی ، جس کی دوسری جلد[3] میں ایک پورا باب فتوت کے لیے مخصوص کیا ہوا ہے ۔ ان کتابوں میں بلکہ شیخ نجم الدین زرکوب تبریزی (م ۷۱۲ھ) شیخ سید علاء الدولہ بیابانکی[4] سمنانی (م ۷۳۶ھ) میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدانی[5] (م ۷۸۶ھ) اور شیخ ملا واعظ حسین کاشفی ہراتی[6] (م ۹۱۰ھ) کے فتوت ناموں میں بھی کتاب الفتوۃ ابن المعمار کا واضح اثر نظر آتا ہے "فتوت ناصری" کے رواج کے زیر اثر ایک فارسی شاعر نے اپنا تخلص "ناصر" یا "ناصری" رکھا اور تقریباً آٹھ سو اشعار[7] پر مشتمل ایک دلآویز "منظوم فتوت نامہ" لکھا ہے ۔ (مؤلفہ ۶۸۹ھ) یہ شاعر سیواس (اناطولیہ) کا باشندہ تھا اور اس نے خلیفہ الناصر کے پیش کردہ نظامِ فتوت کی طرف اشارے کیے ہیں ۔ ایک دوسرا منظوم فتوت نامہ آٹھویں یا نویں صدی ہجری کے کسی شاعر کا ہے ۔ اس میں صرف ۸۴ شعر ہیں ۔ اور شاعر کا تخلص "عطار" ہے ۔ (یہ ساتویں صدی ہجری کے مشہور عارف اور شاعر عطار نیشاپوری نہیں ۔ واضح ہو کہ عطار تخلص کے ساتھ متعدد شاعر گزرے ہیں) ۔ شاعر نے فتیان کے وہ بہتر اوصاف[8] منظوم کیے ہیں ۔ جو

---

[1] مخطوطہ نمبر ۸۲۹۶۱۶ کتب خانہ ملی ملک تہران ۔

[2] مخطوطے کا عکس شمارہ ۹۸ اکتب خانہ مرکزی ، دانش گاہ تہران ۔

[3] مطبوعہ تہران ۱۳۷۹ھ ۔ ق ، صفحہ ۱۱۰ بہ بعد

[4] مطبوعہ مجموعہ شرقیات مجلہ دانش کدہ اقتصادیات دانش گاہ استنبول ۱۹۵۰ء

[5] ایضاً سالنامہ ۱۹۶۱ء

[6] مخطوط کتب خانہ مجلس شورائے ملی ، خلاصہ مخطوط کتب خانہ ملی ملک ، تہران ۔

[7] متن : فرہنگ ایران زمین ۱۰/۱۳۴۱ ش اور ۱۱/۱۳۴۲ ش ، تہران ، نیز سرچشمہ تصوف در ایران ۔

[8] مطبوعہ مجلہ معارف اسلامی شمارہ ۸ سال ۱۳۴۸ ش ، تہران (تصحیح راقم الحروف نے کی ہے)

"کتاب الفتوۃ" مؤلفہ ابن المعمار میں بھی مذکور ہیں۔ اس دلچسپ نظم کے چند ابتدائی اور اختتامی اشعار ملاحظہ ہوں ؎

الا اے ہوشمند خوب کردار — بگویم با تو رمزے چند ز اسرار
چو دانش داری و ہستی خردمند — بیاموز از "فتوت" نکتۂ چند
کہ تا در راہِ مردان رہ دہندت — کلاہِ سروری بر سر نہندت
اگر خواہی شنیدن گوش کن باز — زمانے باش با ما محرم راز
چنین گفتند پیرانِ مقدم — کہ از مردے زوندے درمیان ہردم
کہ ہفتاد و دو شرط فتوت — یکے زان شرطہا باشد "مروت"
بگویم با تو یک یک جملۂ راز — کہ تا چشمت بدین معنی شود باز
چو چشمت روئے آں ہستی بہ بیند — سخن ہائے منت در جان نشیند
مکن زنہار از معنی فراموش — ہمی کن پند من چون حلقہ درگوش
اگر خواہی کہ این معنی بدانی — "فتوت نامۂ عطار" خوانی
خدا یار تو باشد در دو عالم — چو مردانہ درایں راہ می زنی دم

خلیفہ الناصر کی ان معاصر کتب الفتوۃ میں البتہ خلیفہ کے مشاغل فتوت (ورزشیں، طیور المناسبۃ اور رمی البندق) مذکور نہیں ہیں، اور ان امور کا ذکر صرف معاصر مؤرخین ہی نے کیا ہے بعض محققین نے اسی لیے ایسے مشاغل کو خلیفہ الناصر کی "بدعات" کا نام دیا ہے اور چند بااثر مصنفین اور مفکرین، مثلاً علامہ محمد ابن جوزی[1] (م۔ ۵۹۷ھ) امام ابن تیمیہ حنبلی[2] (م۔ ۷۲۸ھ) ان کے حنفی شاگرد ابن سرغن نیز ابن وردی[3] (م۔ ۷۴۹ھ) اور علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون[4] (م۔ ۸۰۸ھ) نے اس نظام فتوت کے بارے میں گفتگو کی ہے۔

## الناصر کے جانشین اور نظام فتوت

خلیفہ الناصر نے نظام فتوت کو جو قدر و منزلت دی تھی، انتہائی ناسازگار حالات کے باوجود اس کے

---

۱؎ نقد العلم والعلما (تلبیس ابلیس) قاہرہ ۱۳۴۰ ورق صفحہ ۴۲۱۔

۲؎ کتاب الفتوۃ مؤلفہ ابن المعمار (پروفیسر ڈاکٹر مصطفیٰ جواد کا مقدمہ) ص ۱۰۶

۳؎ ضمیمہ ماہنامہ وحید آبان ماہ ۱۳۴۷ش ۴؎ کتاب العبر جلد سوم بولاق ص ۵۳۵۔

آداب و رسوم برسوں باقی رہے۔ خلیفہ کے فرزند الظاہر بامراللہ نے ۹ ماہ تک مسندِ خلافت سنبھالی اور باپ کی پالیسی پر عمل کیا۔ خلیفہ المستنصر باللہ (مدرسہ مستنصریہ بغداد کے بانی) نے نظامِ فتوت کی مرکزیت کو باقی رکھا اور ۶۲۶ھ، ۶۳۴ھ، نیز ۶۳۷ھ میں تین بار مختلف سلاطین کے پاس لباس ہائے فتوت ارسال کیے۔ غرض خلفائے عباسی نظامِ فتوت کی ترویج میں کوشاں تھے کہ ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء میں ہلاکو خاں نے دارالخلافہ بغداد پر حملہ کر کے شہر میں بہیمانہ قتل و خونریزی کا بازار گرم کیا اور خلافت عباسی عملاً ختم ہو گئی۔ آخری خلیفہ المستعصم باللہ عباسی کے قتل کے بعد اس کا چچا احمد بن الظاہر بامراللہ مصر چلا گیا اور وہاں کے حاکم ملک الظاہر بیبرس (م - ۶۷۶ھ) نے اس کی بڑی عزت و تکریم کی۔ ملک بیبرس نے ۶۵۹ھ کے اوائل میں اُسے خلیفہ تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ نئے خلیفہ کو دوسروں سے تسلیم کرانے، نیز خلافت عباسیہ کی باقی ماندہ اشیا کو بغداد سے قاہرہ منتقل کرانے کی خاطر ملک بیبرس نے بڑی کوشش کی۔[1] ملک بیبرس کو علم تھا کہ فتیان نے صلیبی جنگوں میں غیر معمولی دادِ شجاعت دی ہے۔ وہ خود کو زمرۂ فتیان میں سمجھتا تھا۔ شام سے مصر آنے سے قبل اس نے خلیفہ کے ہاتھ سے لباس الفتوۃ پہن لیا تھا۔ خلیفہ المستنصر باللہ دوم کی شہادت کے بعد الحاکم بامراللہ نے مسندِ خلافت سنبھالی۔ اس نے اپنے کتب خانے کا نام "کتب خانۂ ناصری" رکھا۔ تقی الدین المقریزی نے لکھا ہے کہ ۶۶۱ھ میں ملک قبچاق برکت خان کا قاصد قاہرہ میں آیا اور سلطان بیبرس کو اطلاع دی کہ برکت خان نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ ملک الظاہر نے اس دن خلیفہ سے فتوت کے موضوع پر گفتگو کی اور خلیفہ نے اس کے نتیجے میں لباس الفتوۃ پہنا۔ مؤرخ کی اصل عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہوگا:

"رمضان شریف کی تیسری رات بروز بدھ ملک الظاہر نے خلیفہ سے پوچھا کہ آپ کے خیال میں صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ قدیم کے دور میں فتوت کا رواج رہا ہے؟ خلیفہ نے نفی میں جواب دیا اور سلطان بیبرس سے ایسا سوال پوچھنے کی وجہ پوچھی۔ بیبرس نے وجہ بتا دی اور خلیفہ سے پوچھا۔ کیا آپ بھی نظامِ فتوت کے سلسلے میں اپنے عمزاد (خلیفہ الناصر) کی روش پر چلیں گے؟ خلیفہ نے اثبات میں جواب دیا اور وہیں حاضرین کی موجودگی میں لباس الفتوۃ پہنا . . . . . ملک قبچاق برکت خان کے قاصد نے بھی اسے زیب تن کیا اور لباس الفتوۃ کے چند جوڑے اس خاطر ساتھ لے گیا کہ وہ ملک برکت خان اور دیگر اعیان و اکابر کو پیش کرے گا۔"

---

[1] السلوک لمعرفۃ دول الملوک جلد اوّل قاہرہ ۱۹۳۶ء ص ۴۵۹

خلیفہ المستنصر باللہ دوم کے زمانے میں جلال الدین علوی ابن المختار فتیان کی نقابت کے فرائض انجام دیتا تھا۔ ابن الفوطی نے لکھا ہے: "المستنصر کے زمانے میں اس علوی نے کہا کہ فتوّت کو حضرت علیؑ کے نام پر پہنا جائے اور اس کے کرنے کے جواز میں دلائل دیئے۔ اس کے کہنے پر خلیفہ حضرت علیؓ کے مزار مبارک پر گیا اور ضریح مبارک کی طرف رخ کر کے اس نے لباس الفتوّۃ پہنا۔ یہی علوی (ابن المختار) اس وقت نقیب تھا[1]۔۔۔"
یہاں اس بات کا اضافہ کر دیا جائے کہ ابن المختار کے علاوہ آل معیتہ میں سے متعدد لوگ نقیب رہے ہیں جن میں تاج الدین محمد بن معیتہ مائلی کا نام معروف[2] ہے۔ المقریزی[3] کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ خاص تقاریب کے موقع پر لباس الفتوّۃ ہی میں ملبوس رہا کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک عید الفطر کی تقریب کا حال بالتفصیل بیان کیا ہے جس میں خلیفہ نے سلطان کے خصوصی خیمے میں آ کر اپنے اعیان و اکابر کی موجودگی میں لباس الفتوّۃ پہنا تھا۔

سلاطین مملوک کے ذریعے "فتوّت ناصری" کا اس طرح خاصا رواج رہا۔ اس ضمن میں احمد القلقشندی (م ۸۲۱ھ / ۱۴۱۸ء) نے اپنی تالیف صبح الاعشیٰ فی صناعۃ الانشاء میں جو کچھ لکھا ہے[4] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کے زمانے تک یہ آداب و رسوم باقی تھے۔ سلاطینِ مملوک کی قلمرو سے باہر البتہ نظامِ فتوّت نے مختلف صورتیں اختیار کیں، جن کی تفصیل یہاں بے محل ہوگی۔ بہرطور نظام فتوّت کی تاریخ میں خلیفہ الناصر لدین اللہ کی مساعی کا تحقیقی مطالعہ کرنا ایک دلپذیر اور تاریخِ اسلام کا قابلِ ذکر موضوع ہے اور اس ضمن میں ہم فی الحال ان ہی اشارات پر اکتفا کر رہے ہیں۔

---

[1] تاریخ الحوادث الجامعہ بغداد ۱۹۳۲ء ص ۲۵۱،
[2] عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب (ابن عنابہ) بمبئی ۱۳۱۸ھ ق صفحہ ۱۵۰
[3] السلوک ـــ جلد اوّل صفحہ ۴۵۹۔
[4] جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۴، ۲۶۹۔